تحقیق و تنقید

فاروق رفیع

کیا نبی اکرم ﷺ کی نمازِ جنازہ ہوئی تھی؟

آج کل شیعہ حضرات کی طرف سے یہ سوال بہ کثرت پوچھا جاتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا جنازہ کس نے پڑھایا تھا؟ اس سوال سے دراصل یہ ثابت کرنا مقصود ہوتا ہے کہ صحابہ کرام بالخصوص صدیق وفاروق رضوان اللہ علیہم اجمعین کو معاذاللہ خلافت کے لالچ میں آپ کے جنازہ کی بھی فکر نہ تھی۔ آپ ﷺ کی وفات صحابہ کرام کے لئے اس قدر اندوہ ناک تھی کہ بہت سے صحابہ کو اس کا کسی طور یقین نہ آتا تھا۔ وفات کے شدید دکھ کے پیش نظر یہ پہلو اسلامی لٹریچر میں کبھی تفصیل یا رغبت سے زیر بحث نہیں آتا۔ بہر طور اس الزام اور شبہ کے ازالہ کے لئے اور دفاعِ صحابہ کی غرض سے درج ذیل مضمون پیش خدمت ہے۔ ح م

نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ کا اہتمام کیا یا نہیں؟ پھر آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ باجماعت ادا کی گئی یا منفرد؟ اگر وہ منفرد جنازہ تھا تو بعد ازاں آپ ﷺ کی نماز جنازہ باجماعت ادا کیوں نہ کی گئی؟ یہ مختلف اعتراضات واشکالات ہیں جن کا ذیل میں دلائل صحیحہ اور اقوالِ صریحہ سے موازنہ پیش کیا جائے گا اور آخر میں صحیح دلائل کی رو سے راجح موقف کی نشاندہی کی جائے گی۔ ان شاءاللہ

پہلا اِشکال: کیا نبی کی نمازِ جنازہ پڑھی گئی تھی؟

نبی ﷺ کی مسنون نماز جنازہ پڑھی گئی یا آپ ﷺ کے لئے محض دعا ہی کرائی گئی۔ اس تاریخی امر کے بارے علماے کرام میں اختلاف ہے۔ امام نووی بیان کرتے ہیں:

''آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ کا اہتمام ہوا یا آپ ﷺ کے لئے دعا کی گئی، اس بارے ایک سے

زیادہ موقف پائے جاتے ہیں۔ بعض علما کا قول ہے کہ آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ سرے سے کسی نے پڑھی ہی نہیں بلکہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین گروہ در گروہ حجرہ مبارک میں داخل ہوتے اور آپ ﷺ کے لئے دعا کرکے واپس پلٹ آتے تھے۔ پھر ان علمانے آپ کی مسنون نمازِ جنازہ نہ پڑھنے کی دو علتیں بیان کی ہیں:

① آپ ﷺ کی فضیلت و عظمت کے پیش نظر آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ نہ ادا کی گئی، کیونکہ آپ ﷺ کو اس (نمازِ جنازہ) کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن یہ قول درست نہیں، کیونکہ آپ ﷺ کو غسل دیا گیا، جب کہ آپ غسل کے عمل سے بھی مستغنی تھے۔ چنانچہ جب آپ کے جسدِ اطہر کو دیگر فوت شدگان کی طرح غسل دیا گیا تو نمازِ جنازہ پڑھنے میں بھی چنداں حرج نہ تھا۔

② بعض علما کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ کا اس لئے اہتمام نہ ہو سکا کیونکہ اس وقت کوئی امام نہ تھا۔ یہ قول بھی باطل ہے، کیونکہ فرض نمازوں کی امامت کی ادائیگی معطل نہ ہوئی تھی اور ابو بکر صدیق آپ کی تدفین سے قبل ہی خلیفہ نامزد ہو چکے تھے۔"①

شرح نووی میں بعض علما کا بیان کردہ یہ موقف کہ آپ ﷺ کی نماز جنازہ پڑھی ہی نہیں گئی، تاریخی طور پر ثابت نہیں ہے، بلکہ صحیح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کی مسنون نمازِ جنازہ کا اہتمام کیا گیا تھا اور محض رسمی دعا پر ہی اکتفا نہ ہوا تھا جیسا کہ درج ذیل حدیث میں اس کی صراحت موجود ہے، ابو عسیب یا ابو عسیم بیان کرتے ہیں:

أنه شهد الصلاة على رسول الله ﷺ قالوا: كيف نصلى عليه؟ قالوا: ادخلوا أرسالا أرسالا قال: فكانوا يدخلون من هذا الباب فيصلون عليه، ثم يخرجون من الباب الآخر②

"وہ نبی ﷺ کی نمازِ جنازہ میں حاضر ہوئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ (باجماعت یا منفرد) کیسے پڑھیں؟ اس پر صحابہ کرام نے (باہمی

① المنہاج شرح صحیح مسلم از امام نووی: 36/7
② مسند احمد: 18/5، الطبقات الکبریٰ لابن سعد: 289/2

مشاورت سے) کہا: تم (آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ میں) ٹولیوں کی شکل میں شامل ہو جاؤ۔ چنانچہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین ایک دروازے سے داخل ہوتے اور آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ پڑھتے، پھر دوسرے دروازے سے نکل جاتے تھے۔"

یہ حدیث اس امر کی صریح دلیل ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے نبی ﷺ کی مسنون نمازِ جنازہ پڑھی تھی، محض دعا پر ہی اکتفانہ کیا تھا۔ چنانچہ اس قول کو راجح قرار دیتے ہوئے امام نووی تحریر کرتے ہیں:

والصحيح الذي عليه الجمهور أنهم صلوا عليه فرادٰى، فكان يدخل فوج يصلون فرادٰى، ثم يخرجون ثم يدخل فوج آخر فيصلون كذلك

اس بارے راجح اور مبنی بر حق موقف جمہور علماء کا ہے کہ اُنہوں (صحابہ) نے آپ ﷺ کی انفرادی نمازِ جنازہ پڑھی تھی (محض دعا پر اکتفانہ کیا تھا)۔ چنانچہ ایک جماعت حجرہ شریف میں داخل ہوتی تو وہ انفرادی نمازِ جنازہ پڑھ کر باہر آجاتی، پھر دوسرا گروہ داخل ہوتا اور اس طرح از خود نمازِ جنازہ کا اہتمام کرتا۔[1]

دوسرا اِشکال: آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ کا باجماعت اہتمام ہوا یا انفرادی؟

نبی اکرم ﷺ کی نمازِ جنازہ کے متعلق علما کا دوسرا اختلاف یہ ہے کہ آپ ﷺ کی نماز جنازہ باجماعت ادا کی گئی یا ہر شخص نے از خود نمازِ جنازہ کا اہتمام کیا؟

قول اوّل: ابن قصار نے اس مسئلہ میں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ انفرادی طور پر پڑھی یا نماز باجماعت کا اہتمام کیا گیا؟.... علما کا اختلاف بیان کیا ہے، پھر ان کا اس بات میں بھی اختلاف ہے کہ نماز باجماعت کی امامت کس نے کرائی تھی؟ چنانچہ ایک سند سے مروی ہے کہ "آپ ﷺ کی نماز جنازہ کی امامت کے فرائض سیدنا ابو بکر نے انجام دیے تھے۔" اس روایت پر جرح کرتے ہوئے حافظ ابن حجر بیان کرتے ہیں کہ یہ روایت ضعیف ہے۔ اس میں حرام نامی راوی ہے جس کی وجہ سے یہ روایت سخت ضعیف ہے اور ابن دحیہ کہتے ہیں: یہ روایت راویوں کے ضعف اور سند میں انقطاع کی وجہ سے قطعی باطل

---

[1] شرح النووی: 26/7

ہے۔[1]

آپ ﷺ کی نماز جنازہ کا باجماعت اہتمام ہونے کے بارے میں کوئی صحیح اور مستند روایت نہیں لہٰذا یہ موقف مرجوح اور ناقابل التفات ہے۔

قولِ ثانی: صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے باہمی مشاورت کے بعد آپ ﷺ کی نماز جنازہ کا انفرادی طور پر اہتمام کیا اور ہر صحابی نے آپ ﷺ کی نماز جنازہ اپنے طور پر ادا کی۔ یہی موقف راجح اور أقرب إلى الصواب ہے۔ اس موقف کی حقانیت کے دلائل حسب ذیل ہیں:

① ابو عسیب کی گزشتہ حدیث جس میں وضاحت ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے باہمی مشاورت سے آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ منفرد پڑھنے کا فیصلہ کیا تھا اور صحابہ جماعت در جماعت حجرۂ مبارک میں داخل ہو کر نماز جنازہ کا از خود اہتمام کرتے تھے۔[2]

② حافظ ابن عبد البر بیان کرتے ہیں:

وأما صلاة الناس عليه أفذاذا يعني على النبي ﷺ فمجمع عليه عند أهل السير، وجماعة أهل النقل لا يختلفون[3]

''نبی اکرم ﷺ کی نمازِ جنازہ انفرادی طور پر ادا کی گئی۔ سیرت نگاروں اور اہل نقل کے ہاں یہ مجمع علیہ اور متفقہ مسئلہ ہے جس پر ان میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔''

③ امام شافعیؒ نقل کرتے ہیں:

صلى الناس على رسول الله ﷺ أفرادا لا يؤمهم أحد[4]

''لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی نمازِ جنازہ اکیلے اکیلے ادا کی۔ کسی نے بھی اُنہیں باجماعت نماز کی امامت نہ کرائی۔''

---

① نیل الاوطار: 47/4
② مسند احمد: 81/5، طبقات ابن سعد: 289/2
③ التمہید: 397/4
④ کتاب الام: 314/1

④ ابن دحیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

والصحيح أن المسلمين صلوا عليه أفرادا لا يؤمهم أحد ①

”راجح اور درست بات یہ ہے کہ مسلمانوں نے آپ ﷺ کی فرداً فرداً نمازِ جنازہ پڑھی اور کسی بھی شخص نے نمازِ باجماعت کی امامت کے فرائض ادا نہ کیے۔“

امام نووی نے بھی اسی قول کو راجح قرار دیا ہے۔ ②

تیسرا اِشکال: نبی ﷺ کی نمازِ جنازہ باجماعت کیوں نہ پڑھی گئی؟

صحابہ کرام نے نبی اکرم ﷺ کی نمازِ جنازہ کا باجماعت اہتمام کیوں نہ کیا اور وہ کون سے عوامل و اسباب تھے جن کی وجہ سے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے انفرادی طور پر آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ پڑھنے کو فوقیت دی؟ اس بارے علما کے کئی اقوال ہیں جنہیں درج کرنے کے بعد راجح قول کی نشاندہی کی جائے گی۔

پہلا سبب: آپ ﷺ نے اسی کی ہدایت کی تھی

ابو القاسم عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن احمد سہیلی آپ ﷺ کے انفرادی نمازِ جنازہ پڑھے جانے کی یہ علت بیان کرتے ہیں:

وهذا خصوص به ﷺ ولا يكون هذا الفعل إلا عن توقيف وكذلك روي أنه أوصى بذلك ③

”یہ (انفرادی نمازِ جنازہ پڑھنا) آپ ﷺ کا خاصہ ہے۔ اور یہ فعل کسی توقیفی (منزل من اللہ) حکم کے بغیر روبہ عمل نہیں ہو سکتا تھا۔ نیز یہ بھی مروی ہے کہ آپ ﷺ نے اس بات کا (صحابہ کرام کو) پابند کیا تھا۔“

جہاں تک انفرادی نمازِ جنازہ کا اہتمام کے نبی ﷺ کا خاصہ ہونے کی بات ہے تو کتاب و سنت میں کوئی ایسی ٹھوس دلیل موجود نہیں اور ایسی روایات جس میں نبی ﷺ نے صحابہ کرام

---

① نیل الاوطار: 47/4

② شرح النووی: 36/7

③ الروض الانف: 594،595/7

کو حکم دیا تھا کہ وہ آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ اکیلے اکیلے ادا کریں، انتہائی ضعیف اور ناقابل حجت ہیں۔ ذیل میں ہم ایسی روایات اور ان کا حکم بیان کریں گے:

① سیدنا علی نے آپ ﷺ سے عرض کیا:

يا رسول الله ﷺ ! إذا أنت قُبضتَ فمن يغسلك، وفيم نكفّنك، ومن يصلى عليك، ومن يدخل القبر؟ فقال النبي ﷺ: يا علي! أما الغسل فاغسلني أنت، والفضل بن عباس يصب عليك الماء وجبريل عليه السلام ثالثكما، فإذا أنتم فرغتم من غسلي فكفنوني في ثلاثة أثواب جدد، وجبريل عليه السلام يأتني بحنوط من الجنة، فإذا أنتم وضعتموني على السرير فضعوني في المسجد واخرجوا عني،فإن أوّل من يصلى علي الرب عز وجلّ من فوق عرشه ثم جبريل عليه السلام ثم ميكائيل ثم إسرافيل عليهما السلام ثم الملائكة زمرًا زمرًا، ثم ادخلوا فقوموا صفوفًا لا يتقدم علي أحد[1]

''یارسول اللہ ﷺ! جب آپ ﷺ فوت ہوں گے تو آپ ﷺ کو غسل کون دے گا؟ ہم آپ ﷺ کو کفن کس میں دیں گے، آپ کی نمازِ جنازہ کون پڑھائے گا اور آپ کو قبر میں کون اُتارے گا؟ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: اے علی! غسل تو مجھے تم دینا، فضل بن عباس مجھ پر پانی بہائیں گے اور جبرئیل علیہ السلام تمہارے تیسرے ساتھی ہوں گے۔ سو جب تم میرے غسل سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے تین نئے کپڑوں میں کفنانا اور جبرئیل علیہ السلام میرے لئے جنت سے حنوط (خوشبو) لائیں گے اور تم مجھے چارپائی میں رکھو تو مجھے مسجد میں رکھ کر مجھ سے پرے ہٹ جانا۔ چنانچہ سب سے پہلے جو میری نمازِ جنازہ پڑھیں گے، وہ ربّ تعالیٰ عرش کے اوپر سے (میری نمازِ جنازہ) پڑھیں گے۔ پھر جبرئیل بعد ازاں میکائیل، اس کے بعد اسرافیل پھر تمام فرشتے جماعت در جماعت میری نمازِ جنازہ پڑھیں گے۔ پھر تم حجرہ میں داخل ہونا اور صفوں میں کھڑے ہونا، کوئی بھی میرا پیش امام نہ بنے۔''

① معجم طبرانی کبیر: 2676 یہ حدیث موضوع ہے، کیونکہ اسکی سند میں عبدالمنعم بن ادریس بن سنان کذاب اور اس کا باپ ادریس بن سنان ضعیف راوی ہیں۔ دیکھیے: مجمع الزوائد: 130/9

④ سیدنا عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں:

لما ثقل رسول الله ﷺ، قلنا: من يصلي عليك يا رسول الله ﷺ؟ فبكى وبكينا وقال مهلاً: غفر الله لكم وجزاكم عن نبيكم خيرًا، إذا غسلتموني وحنطتموني وكفنتموني فضعوني على شفير قبري، ثم اخرجوا عني ساعة، فإن أوّل من يصلي علي خليلي وجليسي جبريل وميكائيل، ثم إسرافيل، ثم ملك الموت مع جنود من الملائكة، ثم ليبدأ بالصلاة على رجال أهل بيتي، ثم نساؤهم، ثم ادخلوا أفواجًا أفواجًا وفرادٰى[1]

''جب رسول اللہ ﷺ کی بیماری شدت اختیار کر گئی تو ہم نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! آپ کی نمازِ جنازہ کون پڑھائے گا؟ اس پر آپ ﷺ رو دیئے اور ہم بھی اشک بار ہو گئے۔ پھر کچھ دیر بعد آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت فرمائے اور تمہارے نبی کی طرف سے تمہیں جزائے خیر دے۔ جب تم مجھے غسل دے لو، مجھے کافور لگالو اور مجھے کفن دے دو تو مجھے میری قبر کے کنارے رکھ دینا، پھر کچھ دیر کے لئے مجھ سے دور ہو جانا، چنانچہ سب سے پہلے میری نمازِ جنازہ میرے خلیل و ہم نشین جبرئیل و میکائیل پڑھیں گے، پھر اسرافیل، ازاں بعد ملک الموت فرشتوں کے لشکروں سمیت میری نماز جنازہ پڑھیں گے۔ پھر میری نمازِ جنازہ کا آغاز میرے اہل بیت کے فرد، ان کے بعد اہل بیت کی عورتیں کریں۔ پھر تم گروہ در گروہ اور تنہا تنہا داخل ہونا (اور نماز ادا کرنا)۔''

نیز اس معنی کی تمام روایات جن میں وضاحت ہے کہ نبی ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو فرداً فرداً نماز جنازہ پڑھنے کا حکم دیا تھا، ضعیف اور ناقابل حجت ہیں۔ امام شوکانی اس مفہوم کی تمام روایات پر ان الفاظ میں تبصرہ کرتے ہیں:

وأما ما روي أن صلاتهم عليه فرادٰى كان بوصية منه ﷺ فلم يصح في

---

① مستدرک حاکم: 62/3، حلیۃ الاولیاء لابی نعیم: 168،169/1 ... یہ روایت سخت ضعیف ہے، کیونکہ اس میں سلام بن سلیمان مدائنی اور عبد الملک بن عبد الرحمن منکر الحدیث ہیں جبکہ اشعث بن خلیق ضعیف راوی ہیں۔ دیکھیے: السلسلة الضعيفة: 6445

ذلك شيء (۱)

"اور وہ روایات جن میں منقول ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے آپ ﷺ کی انفرادی طور پر نمازِ جنازہ آپ کے حکم کے پیش نظر ادا کی تھی، ایسی کوئی بھی روایت پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتی۔"

دوسرا سبب: خلیفہ کے تعین کا خدشہ

نبی ﷺ کی باجماعت نمازِ جنازہ کا اہتمام نہ کرنے کا دوسرا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ چونکہ ابھی خلیفہ کی نامزدگی عمل میں نہ آئی تھی لہٰذا خدشہ تھا کہ جو شخص آپ ﷺ کی نماز جنازہ کی امامت کرائے گا تو وہ اس عمل سے ہمیشہ کے لئے امام و خلیفہ مقرر ہو جائے گا۔ چنانچہ

① امام رملیؒ بیان کرتے ہیں:

لأنه لم يكن قد تعين إمام يؤم القوم، فلو تقدم واحد في الصلاة لصار مقدما في كل شيء وتعين للخلافة (۲)

"آپ ﷺ کی باجماعت نمازِ جنازہ اس لئے نہ پڑھی جا سکی کہ ابھی ایسا امام و خلیفہ متعین نہ ہوا تھا جو لوگوں کو امامت کراتا۔ اور اگر کوئی نمازِ جنازہ میں آگے ہوتا تو وہ تمام اُمور میں امام ہو جاتا تھا اور خلافت کے لئے نامزد ہو جاتا۔"

② صحیح مسلم کی شرح المنہاج میں بھی یہ سبب مذکور ہے کہ "آپ کی باجماعت نمازِ جنازہ کا اہتمام اس لئے نہ ہو سکا کہ اس وقت کوئی امام مقرر نہ ہوا تھا۔" (۳)

آپ ﷺ کی باجماعت نمازِ جنازہ کے عدمِ اہتمام کی یہ علت و سبب غیر معتمد اور ناقابل اعتبار ہے، کیونکہ اس دوران نمازِ پنجگانہ کی امامت کی پابندی ہو رہی تھی اور ان نمازوں کے لئے امام بھی مقرر تھا۔ پھر آپ ﷺ کی نماز جنازہ سے قبل ہی سیدنا ابو بکر صدیق خلیفہ نامزد ہو چکے تھے۔ امام نووی اس علت کو باطل اور غیر مؤثر قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں:

---

① السیل الجرار: 216/1
② نہایۃ المحتاج: 482/2
③ شرح النووی: 36/7

وهٰذا غلط، فإن إمامة الفرائض لم تتعطل، ولأن بيعة أبي بكر كانت قبل دفنه، وكان إمام الناس قبل الدفن[1]

''آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ باجماعت نہ پڑھنے کا یہ عذر کہ اس وقت کوئی امام مقرر نہ تھا، یہ دعویٰ باطل ہے، کیونکہ فرض نمازوں کی امامت کا عمل بحال تھا اور اس لئے بھی یہ دعویٰ باطل ہے کہ ابو بکرؓ کی بیعت آپ ﷺ کی تدفین سے پہلے ہو چکی تھی اور وہ اس سے پہلے خلیفہ بھی نامزد ہو چکے تھے۔''

تیسرا اور راجح سبب: براہِ راست اجر و ثواب کا کامل حصول

صحابہ کرام کے نبی ﷺ کی انفراداً نماز جنازہ پڑھنے کا تیسرا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ ﷺ کے احترام و فضیلت کی وجہ اور تمام صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی اس شدید خواہش اور لگن کی وجہ سے کہ وہ تمام انفراداً نمازِ جنازہ پڑھ کر برکت حاصل کریں، بایں طور کہ ان کا کوئی پیش امام نہ ہو اور ان کے اور نبی ﷺ کے درمیان کوئی تیسرا فرد حائل نہ ہو تاکہ ان کے اجر و ثواب اور برکت کے حصول میں کمی واقع نہ ہو۔ یہ وہ محرکات تھے جن کی وجہ سے صحابہ کرام اجمعین آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ انفرادی طور پر پڑھنے کے لئے متفق ہوئے تھے۔ اس سبب کے دلائل حسبِ ذیل ہیں:

① امام شافعیؒ بیان کرتے ہیں:

صلى الناس على رسول الله ﷺ أفرادًا ولا يؤمهم أحد، وذلك لعظم أمر رسول ﷺ وتنافسهم في أن لا يتولى الإمامة في الصلاة عليه واحد[2]

''لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی نمازِ جنازہ فرداً فرداً پڑھی اور کسی بھی شخص نے اُنہیں نماز باجماعت کی امامت نہ کرائی، کیونکہ ایک تو آپ ﷺ کی عظمت و احترام ملحوظ تھا، دوسرا صحابہ کرام کا اس اجر و ثواب میں ہم سری کا جذبہ موجزن تھا کہ آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ کی امامت کا کوئی ایک شخص مستحق نہ ٹھہرے۔ (بلکہ وہ تمام لوگ اس اجر و ثواب میں برابر کے

① شرح النووی: 36/7
② کتاب الأم: 314/1

شریک ٹھہریں)

نوٹ: رسول اللہ کے جنازے کے حوالے سے 'احترام و عظمت والے' قول کی تائید شیعہ کتب میں موجود اس روایت سے بھی ہوتی ہے:

فلما فرغ أمير المؤمنين عليه السلام من غسله وتجهيزه تقدم فصلى عليه وحده ولم يشتركه معه أحد في الصلاة عليه وكان المسلمون في المسجد يخوضون فيمن يؤمهم في الصلاة عليه وأين يدفن؟ فخرج إليهم أمير المؤمنين عليه السلام فقال لهم: إن رسول الله ﷺ إمامنا حيًا وميتًا فيدخل إليه فوج بعد فوج منكم فيصلون عليه بغير إمام وينصرفون، وإن الله تعالى لم يقبض نبيًا في مكان إلا وقد ارتضاه لرمسه فيه وإني دافنه في حجرته التي قبض فيها فسلم القوم لذلك ورضوا به[1]

"جب امیر المؤمنین (سیدنا علی) آپ کے غسل اور تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئے تو اُنہوں نے آگے بڑھ کر تن تنہا آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ کا اہتمام کیا اور اس میں کوئی دوسرا فرد ان کے ساتھ شریک نماز نہ ہوا۔ جب کہ دیگر مسلمان اس مسئلہ میں کہ آپ کی نمازِ جنازہ کی امامت کون کرائے اور آپ کی تدفین کس جگہ ہو؟ سوچ و بچار میں مبتلا تھے، پھر امیر المؤمنین ان کے پاس تشریف لائے اور ارشاد کیا: بلاشبہ رسول اللہ زندہ اور مردہ (دونوں حالتوں میں) ہمارے امام و پیش رو ہیں، لہٰذا تم گروہ در گروہ (حجرہ شریف میں) داخل ہو کر امام کے بغیر (انفرادی طور پر) آپ کی نمازِ جنازہ پڑھو اور واپس آتے جاؤ اور اللہ تعالیٰ نے نبی کو جس جگہ موت سے دوچار کیا ہے، اس نے آپ کی تدفین کے لیے اسی جگہ کو پسند کیا ہے۔ اس لیے میں آپ کو جہاں آپ کی روح قبض ہوئی ہے، حجرہ میں اسی جگہ دفنانے والا ہوں۔ چنانچہ ان کی رائے کو تمام حاضرین نے تسلیم و قبول کر لیا۔"

② امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

أرادوا أن يأخذ كل أحد بركته مخصوصًا دون أن يكون فيها تابعًا

① مرأة العقول فی شرح أخبار آل الرسول از ملا مجلسی:265/5، منهاج البراعة فی شرح منهج البلاغة، ص19

لغیرہ ①

"(صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین آپ ﷺ کی نمازِ باجماعت کے اس لئے قائل نہ ہوئے کہ)اُن میں سے ہر شخص آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ کی برکت خاص کو بایں صورت حاصل کرنا چاہتا تھا کہ کوئی شخص اس برکت میں کسی دوسرے کا تابع نہ بنے (بلکہ وہ تمام اس اجر وثواب اور برکت کے برابر مستحق ٹھہریں)۔

کیا صحابیاتِ کرام بھی آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ میں شریک ہوئی تھیں؟

وہ روایات جن میں آتا ہے کہ مرد حضرات کے بعد عورتوں نے بھی اِنفراداً آپ ﷺ کی نماز جنازہ کا اہتمام کیا تھا، وہ تمام روایات ناقابل احتجاج ہیں اور اس بارے کوئی صحیح و مستند روایت موجود نہیں جس میں عورتوں کا نبی ﷺ کی نمازِ جنازہ پڑھنا ثابت ہو۔ اس نوع کی کچھ روایات گزر چکی ہیں اور عورتوں کے آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ پڑھنے کی عبد اللہ بن عباس سے مروی روایت بھی ضعیف ہے، جس میں آپ کی طرف یہ قول منسوب کیا گیا ہے:

فلما فرغوا من جهازه يوم الثلاثاء وضع على سريره في بيته ثم دخل الناس على رسول الله ﷺ أرسالًا، يصلون عليه. حتى إذا فرغوا أدخلوا النساء، حتى إذا فرغوا أدخلوا الصبيان، ولم يؤم الناس على رسول الله ﷺ أحد ②

"پس جب بروز منگل صحابہ کرام آپ ﷺ کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئے تو آپ کو آپ کے گھر میں آپ ﷺ کی چارپائی پر رکھا گیا۔ پھر لوگ گروہ در گروہ اندر داخل ہو کر نماز

① الجامع لأحکام القرآن: 225/4

② مسند احمد: 292/1، مسند ابویعلی: 22، سنن ابن ماجہ: 1628، سنن بیہقی: 30/4۔ یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں حسین بن عبداللہ بن عبید اللہ ہاشمی ضعیف راوی ہے اور اس پر علمائے جرح وتعدیل نے سخت جرح کی ہے جیسا کہ یحییٰ بن معین نے کہا: ضعیف ہے۔ امام احمدؒ کا قول ہے کہ اس کی احادیث منکر ہیں اور امام بخاری کہتے ہیں کہ اس کے بارے علی بن مدینی کا قول ہے کہ میں نے اس کی احادیث چھوڑ دی ہیں۔ ابوزرعہ کہتے ہیں کہ یہ کمزور راوی ہے اور امام نسائی نے اسے متروک کہا ہے۔ (میزان الاعتدال: 537/1)

پڑھنا شروع ہوئے۔ حتیٰ کہ جب مرد حضرات فارغ ہو چکے تو اُنہوں نے عورتوں کو اندر بھیجا اور جب وہ (نماز سے) فارغ ہوئیں تو بچوں کو بھیجا اور لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی نمازِ جنازہ کی امامت کسی شخص نے نہ کرائی۔

کیا نبی اکرم ﷺ کے جسدِ اطہر کو صحابہ کرام نے یکسر نظر انداز کر دیا تھا؟

شیعہ حضرات کی طرف سے بڑا واویلا کیا جاتا ہے کہ وفاتِ نبی ﷺ کے بعد صحابہ کرام نے نبی ﷺ کو یکسر نظر انداز کر دیا تھا اور وہ اس المیے کو بھول کر حصولِ خلافت کی دوڑ میں لگ گئے تھے۔ ان اعتراضات کے پس منظر میں رافضیوں کا صحابہ کرام سے دلی عداوت اور بغض و کینہ پنہاں ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ نہ تو صحابہ کرام اجمعین کے دلوں میں آپ ﷺ کی وفات کا غم زائل ہوا تھا اور نہ ہی وہ اس سانحہ سے خلافت کے شوق میں اور اقتدار پر قبضہ حاصل کرنے کے لئے بے تاب تھے۔

ہوا یوں کہ انصاری صحابہ نے ایک نجی مجلس میں یہ فیصلہ کیا کہ چونکہ دین کے لئے ہماری خدمات لاتعداد ہیں اور دین کی ترویج و ترقی اور راستحکام میں ہمارا مرکزی کردار رہا ہے لہٰذا نبی ﷺ کی جانشینی کے اصل مستحق ہم ہیں۔ اس لئے خلیفہ کی نامزدگی ہمارے قبیلہ سے ہونی چاہئے۔ اس سوچ کے پیچھے بھی کوئی اقتدار کی ہوس یا حکومت چھیننے کے عزائم پنہاں نہ تھے، بلکہ اس فکر کے پیچھے بھی دین کے استحکام اور ترویج کا جذبہ ہی کارفرما تھا۔ قبیلہ انصار کی سقیفہ بنو ساعدہ میں یہ مجلس ہو رہی تھی اور اس دوران ابو بکر و عمر اور دیگر مہاجرین صحابہ مسجد نبوی ہی میں آپ ﷺ کی جسدِ اطہر کے قریب موجود تھے اور ابو بکر و عمر کو قبیلہ انصار کی اس منصوبہ بندی کا علم بھی مسجدِ نبوی ہی میں ہوا تھا۔

چنانچہ سیدنا ابو بکرؓ و عمرؓ انصارِ صحابہ کی اس مشاورت کے متعلق سن کر سقیفہ بنو ساعدہ میں خلافت کے حصول اور حکومت پر قبضہ جمانے کے سلسلہ میں نہیں گئے تھے بلکہ سقیفہ بنو ساعدہ میں پہنچنے کے پیچھے بھی نبی ﷺ کے احکامات کی تعمیل کرانے کا جذبہ کارفرما تھا، کیونکہ نبی ﷺ اپنی وفات سے قبل یہ حقیقت عیاں کر چکے تھے کہ خلافت قریش کا حق ہے اور خلیفہ قریشی ہی ہوگا۔ چنانچہ سقیفہ بنو ساعدہ میں پہنچ کر سیدنا ابو بکر صدیق نے قبیلہ انصار کو نبی ﷺ کا یہ

فرمان سنایا کہ خلیفہ کا قریشی ہونا نبوی حکم ہے۔ اس حدیث کا سننا تھا کہ تمام انصاری صحابہ فرمانِ نبوی ﷺ سن کر حق خلافت سے دستبردار ہوگئے اور قریشی خلیفہ کی نامزدگی کے قائل ہوگئے تھے۔ پھر ابوبکر و عمر بھی خلافت وامارت کے دل دادہ نہیں تھے بلکہ ابوبکر نے تو عمر اور ابوعبیدہ بن جراح کے نام تجویز کئے تھے کہ ان میں سے کسی ایک کو خلیفہ نامزد کرلو، لیکن عمر نے جلدی سے سیدنا ابوبکر کا ہاتھ بڑھا کر ان کی بیعت کی اور دیگر حاضرین مجلس کو بھی ترغیب دی جس پر تمام حاضرین بیعت کے لئے اُمڈ پڑے۔ یوں خلافت کا مشکل مرحلہ باتفاق نمٹ گیا اور اس قضیے کے بعد تمام صحابہ کرام مسجدِ نبوی میں حاضر ہوئے اور حضور سید الانس والجن کے جسدِ مبارک کے قریب ہی رات بسر کی۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین!

اگلے روز منگل کا دن بھی لوگوں کا خلیفہ کی بیعت کرنے میں گزرا اور نبی ﷺ کی تجہیز و تکفین کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ یوں صحابہ کرام کی دانش مندی اور معاملہ فہمی کی وجہ سے خلافت کی خاطر پیش آمدہ تصادم کا خطرہ بھی ٹل گیا اور تجہیز و تکفین اور تدفین کے دوران پیش آنے والے اختلافات کا بھی خاتمہ ہوا کہ تمام معاملات خلیفہ کی زیر سرپرستی بخیر حسن وخوبی انجام پائے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ وفاتِ نبی ﷺ کے بعد صحابہ کرام کا خلیفہ کی نامزدگی کے لئے سرگرم ہونا اور آپ ﷺ کی تجہیز و تکفین اور تدفین میں تاخیر کی وجہ صحابہ کرام کی نبی ﷺ سے بے رخی اور لااُبالی پن کا نتیجہ نہ تھی بلکہ ان تمام عوامل کے پیچھے نبی ﷺ کی تعلیمات کی تعمیل، دینی استحکام کی فکر اور مستقبل میں مسلم اُمہ کے اتحاد کو قائم رکھنے کی سوچ ہی محرک تھی۔ نیز صحابہ کرام کی ایمان افروز بصیرت اور انتہائی دانشمندی کی وجہ سے مستقبل کے بہت سے فتنے ختم ہوگئے اور اسلامی ترقی کے راستے میں ممکنہ بہت سے خطرات کا از خود خاتمہ ہوگیا۔ پھر صحابہ کرام کی نبی ﷺ سے محبت و مودّت کا تو یہ عالم تھا کہ وہ تادمِ زیست نبی ﷺ کو اپنا محسن واحسان کیش مانتے رہے اور عمر بھر کبھی بھی نبی ﷺ سے محبت و مودّت کے رشتے میں کبھی تنزل واقع نہیں ہونے دیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نبی کریم ﷺ کی سچی محبت اور آپ کے اہل بیت عظام اور صحابہ کرام کی مخلصانہ مودت نصیب فرمائے۔ آمین!